پیغام ۴ ۲۵ تا ۳۱ کانون دوم ۲۰۲۶ء ۴ شعبان ۱۴۴۷ھ

انجمن‌ساز مرد جو بچوں کی تربیت کے لیے ہر اتوار کو اپنا میدان کھول دیتا ہے

رپورٹ: نگہت افروز سلیمی

ہر اتوار کی صبح جب زیادہ تر لوگ دیر تک سونے کا ارادہ کرتے ہیں، ریتلا ٹیلہ کے قریب ایک کھلے میدان میں بچوں کی آوازیں سنائی دینے لگتی ہیں۔ کوئی بچہ سائیکل چلا رہا ہوتا ہے، کوئی پتنگ کے پیچھے بھاگ رہا ہوتا ہے اور کچھ بچے ایک بڑی عمر کے شخص کے گرد جمع ہو کر کوئی کھیل سیکھ رہے ہوتے ہیں۔ یہ شخص ہیں 58 سالہ محمد یونس بلوچ، جنہیں علاقے کے لوگ پیار سے ’’یونس انکل‘‘ کہتے ہیں۔ پچھلے سات برس سے وہ اس جگہ کو ایک غیر رسمی انجمن کی شکل دے چکے ہیں، جس کا نہ کوئی دفتر ہے، نہ رجسٹر، اور نہ ہی کوئی باقاعدہ رکنیت فیس۔

یونس بلوچ کا کہنا ہے کہ انجمن کا خیال کسی منصوبے کے تحت نہیں آیا بلکہ ایک حادثے کے بعد ذہن میں آیا۔ ’’میرا اپنا بیٹا اس وقت آٹھ سال کا تھا، اور میں نے دیکھا کہ محلے کے بچے یا تو گلی میں لڑ رہے ہوتے ہیں یا موبائل فون پر جھکے ہوئے ہوتے ہیں۔ میں نے سوچا کہ اگر ان کے لیے کچھ نہیں ہو سکتا تو کم از کم ایک جگہ تو ہونی چاہیے جہاں وہ ہنس سکیں، گر سکیں اور پھر اٹھ سکیں۔‘‘ یہ جملہ وہ کئی بار دہراتے ہیں، جیسے یہ ان کا مشن بیان ہو۔

ابتدا میں صرف چھ بچے آتے تھے، جن میں زیادہ تر ان کے اپنے محلے کے تھے۔ آج اتوار کی صبح وہاں 70 سے زائد بچے جمع تھے، جن میں لڑکیوں کی تعداد بھی خاصی ہے۔ یونس انکل نے شروع میں لڑکیوں کے لیے الگ وقت مقرر کرنے کا فیصلہ اس لیے کیا کہ کئی والدین کھیل کے میدان میں بچیوں کو بھیجنے سے ہچکچاتے تھے۔ اب صورتحال یہ ہے کہ لڑکیاں خود آگے بڑھ کر سائیکل ریس اور رسی کودنے کے مقابلوں میں حصہ لیتی ہیں۔

انجمن کے کام کرنے کا انداز بھی روایتی تنظیموں سے مختلف ہے۔ یہاں کوئی عہدیدار نہیں، صرف ایک ذمہ دار ہے اور وہ خود یونس انکل ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جب لوگ عہدے لیتے ہیں تو کام رک جاتے ہیں، اس لیے وہ ہر ہفتے کام کی تقسیم خود کرتے ہیں۔ کبھی کسی بچے کو ریفری کی ذمہ داری دی جاتی ہے، کبھی کسی کو انعامی ٹافیاں بانٹنے کا کام سونپا جاتا ہے۔ اس طریقے سے ہر بچہ کسی نہ کسی حیثیت میں شریک محسوس کرتا ہے۔

مقامی تاجر حاجی عبدالستار نے انجمن کے لیے ایک پرانا خیمہ عطیہ کیا ہے جو بارش کے وقت بچوں کے سامان کے کام آتا ہے۔ ایک اور دکاندار نے پانی کے کین فراہم کیے ہیں۔ یونس انکل کہتے ہیں کہ ’’ہمیں بڑی رقم کی ضرورت نہیں، بس چند لوگ ہر مہینے تھوڑا سا ساتھ دے دیں تو ہم بہت کچھ کر سکتے ہیں۔‘‘ تاہم وہ اعتراف کرتے ہیں کہ بارش کے دنوں میں میدان کیچڑ بن جاتا ہے اور بچوں کو واپس بھیجنا پڑتا ہے، جو سب سے مشکل لمحہ ہوتا ہے۔

انجمن کی سرگرمیاں صرف کھیل تک محدود نہیں۔ ہر ماہ ایک بار بچوں کو صفائی، ٹریفک کے اشاروں اور پانی بچانے کے بارے میں مختصر آگاہی دی جاتی ہے۔ کبھی کبھار کوئی ڈاکٹر یا نرس بھی آ کر بچوں کا معائنہ کر لیتی ہے۔ یونس انکل کا کہنا ہے کہ یہ باتیں کتابوں سے زیادہ کھیل کے دوران بچوں کے ذہن میں بیٹھتی ہیں۔ ’’جب بچہ خود گر کر اٹھتا ہے تو وہ سیکھتا ہے کہ ہار بھی زندگی کا حصہ ہے، اور یہ سبق کسی کتاب میں اتنی آسانی سے نہیں ملتا۔‘‘

اب محلے کے کئی والدین خود بھی انجمن کے کاموں میں ہاتھ بٹانے لگے ہیں۔ کوئی چائے بنا کر لاتا ہے، کوئی بچوں کی گنتی میں مدد کرتا ہے۔ یونس انکل کا خواب ہے کہ ایک دن یہ میدان واقعی ایک چھوٹا سا کلب بن جائے، جہاں بچوں کے لیے باقاعدہ کوچ اور ٹورنامنٹ ہوں۔ فی الحال وہ صرف اتنا چاہتے ہیں کہ ان کے بچے موبائل سے نظر اٹھا کر آسمان دیکھیں اور ایک دوسرے کے ساتھ ہنسنا سیکھیں۔ ’’اگر یہ ہو جائے تو میرا کام پورا ہو گیا،‘‘ وہ کہتے ہیں اور اگلے اتوار کے لیے بچوں کو آواز دینے لگتے ہیں۔

صفحہ 24 کالم 4 سے جاری

(باقی صفحہ 24 کالم 4 میں ملاحظہ کریں)

پیغام کے نامہ نگار کی گاڑی پر لگا ہوا خصوصی پریس کارڈ

’’ہمارا میدان ہر اتوار کو بچوں سے بھر جاتا ہے، ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ وہ ہنسنا سیکھیں‘‘